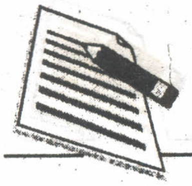

نوٹ

21

حسرت موہانی

شاعر کا تعارف

فضل الحسن نام حسرت تخلص اردو کے صف اول کے شاعر، ادیب، صحافی اور جنگ آزادی کے عظیم مجاہد تھے۔ قصبہ موہان کے اپنے خاندانی مکان میں جسے ''بارہ دری'' کہا جاتا تھا پیدا ہوئے یہ قصبہ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان واقع ہے۔

حسرت کے آباواجداد نیشاپور سے التمش کے زمانے میں ہندوستان آئے اور موہان میں سکونت اختیار کی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ پہنچے اور بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ شعروادب کے ساتھ ساتھ سیاست سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ علی گڑھ کی مقامی سیاست میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ شاعری میں تسلیم کی شاگردی اختیار کی جن کا سلسلہ حکیم مومن خاں مومن سے ملتا ہے۔

حسرت کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک ادبی اور دوسرا سیاسی۔ حسرت دونوں میں یکساں طور پر سرگرم عمل رہے۔ ایک طرف شاعر کی حیثیت سے نہایت اہتمام سے شعر کہتے ہیں۔ ''نکات سخن'' لکھ کر اردو ادب کی خدمت کرتے ہیں۔ پابندی سے ادبی رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' نکالتے ہیں اور دوسری طرف اسی شدومد کے ساتھ سیاست سے وابستہ ہیں اور ہندوستان کی مکمل آزادی کے لیے ہر لحہ فکر منداور کوشاں ہیں۔ انگریزی سرکار نے انہیں کئی بار گرفتار کیا اور جیل میں ڈالا۔ مگر وہ اپنی بے باکی صاف گوئی اور فکر مندانہ پرستی سے کبھی باز نہیں آئے۔

حسرت نے یوں تو نظمیں بھی کہی ہیں مگر انہیں غزل گو شاعر کی حیثیت سے ہی شہرت دوام حاصل ہوئی۔ جب انہوں نے شاعری شروع کی تو اردو غزل کے بارے میں بہت سی بدگمانیاں پیدا ہو چکی تھیں مثلاً غزل میں بدلتے حالات کے اظہار کی طاقت نہیں ہے۔ غزل زمیندارانہ نظام کی پیداوار ہے، غزل میں ریزہ خیالی اور انتشار ہے اس لیے غزل کو ترک کر دینا چاہیے وغیرہ۔ ان حالات میں حسرت نے غزل کا مکمل دفع کیا اس کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے برابر غزلیں کہتے رہے۔ غزل کو نئے رنگ وآہنگ عطا کیے۔ حسرت کے کوششوں سے غزل کا احیا ہوا اور اس کا کھویا ہوا وقار حاصل ہو گیا۔

نوٹ

مومن کی غزل کی طرح کلام حسرت میں بھی عشق کی ساری کیفیتیں اور حسن کے سارے روپ نظر آتے ہیں۔ حسرت نے زیادہ دیوانوں پر مشتمل اپنا کلیات ۱۹۴۳ء میں شائع کیا اس کے علاوہ نکات سخن اردو کے کلاسیکی شعرا کا انتخاب شائع کیا۔ ''مشاہدات زنداں'' میں جلیل کی زندگی کے تجربات کا اظہار کیا اور پابندی سے روزنامہ بھی لکھتے رہے۔ حسرت نے اپنی غزل میں ایک ایسے محبوب کا تصور پیش کیا جو خیالی نہیں تھا۔ حسرت کا خیالی محبوب ہماری دنیا کا ایک جیتا جاگتا کردار ہے۔ ایک ایسی لڑکی کا کردار جو شوخ ہے۔ حسرت اپنے محبوب کے جسم، لباس، رنگ اور خوشبو کا ذکر غزلوں میں بڑے فطری اور مہذب انداز میں کرتے ہیں ان کا عشق پاکیزہ اور ان کا محبوب چنچل مگر پاکباز ہے۔ اس لیے ان کے؟

مقاصد

اس غزل کو پڑھنے کے بعد آپ:

- شعر کی تفہیم کے ساتھ ساتھ اس کے حسن ادا سے محظوظ ہو سکیں گے؛
- شعر کی زبان، تراکیب اور لفظوں کے استعاراتی معنی کو جان سکیں گے؛
- حسرت کے اندازِ غزل کو پرکھ اور پہچان کر سکیں گے؛
- حسرت کی غزلیہ شاعری کے کچھ خاص پہلوؤں سے واقف ہو سکیں گے۔

21.1 اصل سبق

آیئے غزل پڑھتے ہیں:

غزل

روشن جمالِ یار سے ہے انجمن تمام
دہکا ہوا ہے آتشِ گل سے چمن تمام
اللہ رے جسمِ یار کی خوبی کہ خود بہ خود
رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام
ہے نازِ حسن سے جو فروزاں جبینِ یار
لبریز آبِ نور ہے چاہِ ذقن تمام

جمالِ یار: محبوب کی خوبصورتی، محبوب کا حسن
آتشِ گل: (ترکیب ہے) گل کی آگ مراد پھول کا انتہائی لال ہونا معلوم ہو کہ پھول نہیں دہکتا ہوا شعلہ ہے۔
پیرہن: پوشاک، لباس

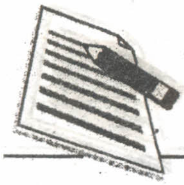

نوٹ

اہل جور: ظلم کرنے والا
شورش: ہنگامہ
حب وطن: وطن کی محبت
سوز وگداز: سوز بمعنی جلن کے ہیں گداز بہ معنی ملائم کے ہیں۔ عطفی ترکیب استعارہ ہے مراد: دردمندی کا۔
لطف سخن: فن کا لطف
تمام: سب، مکمل، خیر، خاتمہ
آب نور: چھچھاتا پانی
لبریز: بھرا ہوا
چاہ ذقن: ٹھڈی کا گڑھا
چاہ: کنواں
ذقن: تھوڑی یا ٹھڈی

اچھا ہے اہل جور کئے جائیں سختیاں
پھیلے گی یونہی شورش حب وطن تمام
شیرینی نسیم ہے سوز و گداز میرؔ
حسرت ترے سخن پہ ہے لطف سخن تمام

○

''روشن جمال یار سے ہے انجمن تمام
دہکا ہوا ہے آتشِ گل سے چمن تمام

21.2 متن کی تشریح

اردو کی غزلیہ شاعری میں محبوب کے حسن اور ادا کی تعریف کرنے کی روایت موجود رہی ہے۔ حسرت نے اس روایت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے رنگ میں محبوب کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے۔

اس شعر میں شاعر نے اپنی مخصوص عشقیہ نگاہوں سے محبوب کا مشاہدہ کیا ہے جن کی رو سے محفل میں اس کے محبوب کی موجودگی سے ہی روشنی یعنی چمک دمک یا زندگی ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح سے گلشن میں کسی خاص پھول کی سرخی سے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ یہ پھول نہیں بلکہ دہکتی ہوئی آگ ہے جس سے پورا گلشن دہک اٹھا ہے۔

دراصل محبوب کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے کے لیے دوسرے مصرعے میں ''آتشِ گل'' کی ترکیب کو تشبیہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی حسرت نے محبوب کے حسن و جمال کے اظہار کے لیے ''آتشِ گل'' کی ایک نئی ترکیب نکالی ہے۔

21.3 زبان کے بارے میں

شعر میں مستعمل دو ترکیبوں پر غور کرنے سے شعر کے مفہوم سے گہرے طور پر آگاہی ہوتی ہے اس شعر کا مقصد محبوب کے حسن کی تعریف ہے۔ اس لیے پہلی ترکیب ''جمالِ یار'' کو تشبیہی ترکیب ''آتشِ گل'' سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہاں قافیہ ''تمام'' کل اور ''سب'' کے معنی میں استعال ہوا ہے۔ اگر ہم اس شعر کو عشق حقیقی کے طور پر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حسرت نے خدا کے جلوؤں کا ذکر کیا ہے یعنی اسی کے نور سے اس دنیا میں روشنی ہے اور اسی کے حسن سے یہ دنیا بھی حسین وجمیل بن گئی ہے۔

''اللہ رے'' جسم یار کی خوبی کہ خود بہ خود
رنگینیوں میں ڈوب گیا پیرہن تمام

21.4 متن کی تشریح

اس شعر میں بھی محبوب کی تعریف انوکھے انداز میں کی گئی ہے۔ یہاں محبوب کے حسین جسم کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ رے دراصل فجائیہ کلمہ ہے جو تعجب یا کسی بھی شئے کی قدر و قیمت میں اضافے کے لیے بولا یا تحریر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً حیرت کے وقت اللہ اکبر یا باپ رے باپ وغیرہ۔ پیرہن ہر انسان زیب تن کرتا ہے اور اچھے اچھے پیرہن یا کپڑے پہن کر اپنے آپ کو جاذب نظر بنانا چاہتا ہے۔ کپڑا یقیناً کسی کسی پہ ہی ہے۔ جس پر کپڑا؟؟ ہے اس کا راز اس پہننے والے کے جسم میں مگر یہاں اس شعر میں ایک خوبصورت رنگین، رنگ اور ڈوبا ہوا جسم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر کپڑے کا اثر نہیں یا اس جسم کی خوبصورتی میں اضافہ کپڑے نے نہیں کیا ہے بلکہ کپڑے پر اس رنگین جسم کا اثر پڑ گیا ہے اور کپڑا یعنی پوشاک یا لباس جسم کی رنگینیوں کی وجہ سے مزید رنگین اور دلکش ہو گیا ہے۔

21.5 زبان کے بارے میں

اردو شاعری میں شاعروں نے محبوب کی آنکھ، ناک، رخسار، لب، پیشانی وغیرہ کا ذکر اکثر کیا ہے اور اکثر اس کا بھونڈا اظہار بھی ہوا ہے یہاں حسرت نے محبوب کے جسم کی تعریف تو کی ہے مگر اخلاق کا پاس رکھا ہے۔ ''اللہ رے'' کا استعمال مبالغے کے طور پر ہوا ہے مبالغہ کسی بھی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کا نام ہے۔ مبالغہ کلام میں شدت تاثیر پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

متن پر سوالات 21.1

1. مندرجہ ذیل لفظوں میں سے تراکیب کی پہچان کریں اور ان پر () صحیح کا نشان لگائیں۔

الف) روشن، انجمن، جمالِ یار

ب) انجمن تمام، چمن تمام، آتشِ گل

ج) خود بہ خود، پیرہن تمام، جسم یار

2. اللہ رے جسم یار کی خوبی کہ خود بہ خود۔

مندرجہ بالا مصرعے میں ''اللہ رے'' کا استعمال شاعر نے کیوں کیا ہے؟ صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

الف) اللہ کو یاد کرنے کے لیے کیا ہے

نوٹ

ب) شعر میں کوئی حسن پیدا کرنے کے لیے کیا ہے

ج) مبالغے کے طور پر کیا ہے

3. جمالِ یار اور آتشِ گل کے درمیان کونسا رشتہ ہے۔ صحیح جواب پر صحیح کا نشان لگائیں

الف) استعارے کا

ب) علامت کا

ج) تشبیہہ کا

4. حسرت نے ان اشعار میں کس کی طرف پر زور دیا ہے۔ صحیح پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) محبوب کی تعریف پر

ب) چمن کی تعریف پر

ج) آتش کی تعریف پر

ہے ناز حسن سے جو فروزاں جبینِ یار
لبریز آب نور ہے چاہ ذقن تمام

21.6 متن کی تشریح

اس شعر میں بھی محبوب کے حسن کی تعریف کی گئی ہے مگر حسرت نے یہاں زبان و بیان کا کمال دکھایا ہے۔ حسن کی ایک صفت غرور اور ناز و نخرہ ہے۔ یہ وہ ادا ہے جس سے محبوب کے حسن میں انوکھا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ چہرے پر فخر و انبساط کی ایسی چمک دمک ہوتی ہے جسے اس شعر میں ''نازِ حسن'' سے تعبیر کیا ہے اور فروزاں جبین یار کی صورت میں بیان کیا ہے یعنی حسن کے ناز و نخرے سے محبوب کی پیشانی روشن رہتی ہے۔ اتنا ہی نہیں محبوب کی ٹھڈی جو گڑھا ہوتا ہے اس کی؟؟ شاعر نے آب نور کہا ہے۔ یعنی محبوبکے چہرے پر طرح طرح کے حسین مناظر بکھرے پڑے ہیں جس سے محبوب کا چہرہ حسن و جمال کا ایک آئینہ بن گیا ہے۔

21.7 زبان کے بارے میں

''چاہ ذقن''، ٹھڈی کے گڑھے کو کہا جاتا ہے۔ چاہ کنویں کو کہتے ہیں اور ذقن ٹھڈی کو۔ چاہ ذقن سے ذہن میں ''چاہ بابل'' کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چاہ بابل عراق کے شہر بابل کا ایک کنواں تھا جس کی بابت مشہور ہے ہاروت، ماروت وہاں قید ہیں۔

آب نور اور جبین یار دو تراکیب ہیں۔ جبین یار محبوب کی پیشانی ہے۔ جس کی دمک نے شاعر کے ذہن کو نور کی جانب مبذول کر دیا اور شاعر نے آب نور کی ترکیب وضع کی۔

متن پر سوالات 21.2

1. ''چاہِ ذقن'' کی ترکیب سے کیا مراد ہے'' مندرجہ ذیل بیانات میں سے اس کا صحیح جواب چنیں اور اس پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) حسن کا ناز

ب) محبوب کا غرور حسن

ج) محبوب کی ادائیں

2. چاہ بابل اور چاہ ذقن کا فرق واضح کریں۔ صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف) ایک شہر بابل کا کنواں ہے اور دوسرا ٹھڈی کا کنواں یعنی گڈھا ہے

ب) چاہ بابل، بابل کے اس کنویں کا نام ہے جس میں کبھی ہاروت ماروت فرشتے قید کئے گئے تھے۔ چاہ ذقن ٹھڈی کے گڑھے کا نام ہے۔

اچھا ہے اہل جور کیے جائیں سختیاں
پھیلے گی یونہی شورش حب وطن تمام

21.8 متن کی تشریح

اس شعر میں محبوب کی تعریف نہیں کی گئی ہے۔ غزل کے ہر شعر میں جدا جدا مفاہیم بیان کیے جاتے ہیں۔ اس شعر میں آزادی کی جدوجہد کی یاد تازہ کی گئی ہے۔ اس زمانے میں آزادی کے سپاہیوں پر انگریز کیسے کیسے مظالم ڈھاتے تھے اس بات کا ثبوت تاریخ کے صفحوں میں موجود ہے۔ حسرت نے اس شعر میں ترکیب یہ نکالی ہے کہ انھوں نے ان کے ظلم وستم کو بھی آزادی کی لڑائی کا ہتھیار بتایا ہے کیونکہ وہ لوگ جتنے مظالم ڈھائیں گے آزادی کے سپاہیوں کی شہرت اور حوصلوں میں اور اضافہ ہوگا اور اس طرح چھوٹے پیمانے پر آزادی کی چلائی جارہی تحریک کا اتنا شور ہوگا کہ ملک کا بچہ بچہ جان جائے گا کہ وطن کی محبت کیا ہوتی ہے اور آزادی کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اس طرح وطن کے ہر آدمی کے دل میں آزادی کی تڑپ پیدا ہوجائے گی۔

21.9 زبان کے بارے میں

''اچھا ہے'' بول چال اور روزمرہ کا فقرہ ہے جسے شعر میں برت کر حسرت نے غزل میں سادگی پیدا کی ہے۔ بظاہر یہ لفظ سختیوں کی تائید کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر غور کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ شورش حب وطن اور حب وطن کی تشہیر کے لیے استعمال

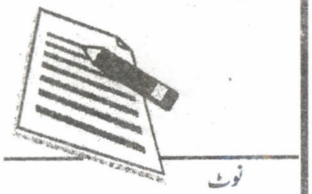

نوٹ

ہوا ہے۔ اہلِ جور کا مطلب ظلم ڈھانے والے لوگ ہیں یہاں اشارہ انگریزوں کی طرف ہے۔

حب وطن ہر انسان کی اس دنیا میں پیدا ہونے والے ہر انسان کو اپنے ملک سے محبت ہوتی ہے۔ اس شعر کو سمجھنے کے لیے ان باتوں پر ضرور توجہ دینی ہوگی۔

متن پر سوالات 21.4

1. اہل جور سے شاعر کی مراد ہے
   - الف) ظلم کرنے والے انسان
   - ب) سختی کرنے والے انسان
   - ج) انگریز جو کہ ہندوستانیوں پر ظلم ڈھا رہے تھے

2. مندرجہ بالا شعر کا مرکزی خیال ہے۔
   - الف) حب وطن یعنی وطن کی محبت
   - ب) ظلم کرنے والے سے زیادہ مضبوط ظلم سہنے والا ہوتا ہے
   - ج) آزادی کا جذبہ

شیرینیِ نسیم ہے سوز و گداز میرؔ
حسرتؔ ترے سخن پہ ہے لطفِ سخن تمام

21.10 متن کی تشریح

اردو شاعری میں ایک اور روایت رہی ہے جسے ہم شاعرانہ تعلی کہتے ہیں۔ اس میں شاعر اپنے کلام کی تعریف خود ہی کرتا ہے مگر اس تعریف میں وہ اپنی روایت سے وابستہ بڑے شاعروں کے فن سے بھی اپنا رشتہ استوار کرتا ہے اور اس طور پر اپنے پیشرو شاعروں کا اعتراف بھی کرتا ہے۔

دیا شنکر نسیم اپنی مثنوی گلزار نسیم سے اردو شعر و ادب میں ایک بڑے شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں جن کے کلام کی شیرینی یعنی مٹھاس کو ان کے شعر کی پہچان قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح میر تقی میر یعنی شہنشاہ غزل اپنے کلام میں پائے جانے والے سوز و گداز کی وجہ سے مشہور عام و خاص ہیں۔ ان دونوں شاعروں کی یاد دلاتے ہوئے حسرت اپنی غزل اپنے کلام کی خصوصیت کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ حسرت کی شاعری پر ان دونوں روایتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اس مبالغہ آمیز تعریف کے

ذریعے حسرت نے اپنے کلام کو ایسا کلام کہا ہے جس پر لطف سخن یعنی کلام کی بلاغت اور اس کے حسن کا خاتمہ ہوگیا ہے کہ اب ان کے جیسا شاعر پیدا نہیں ہوگا۔

اس شعر کو سمجھنے کے لیے میر تقی میر کی غزل کی خصوصیات اور دیا شنکر نسیم سے واقفیت ضروری ہے۔ ساتھ ہی شیرینی نسیم، سوز و گداز، لطفِ سخن جیسی ترکیبوں کے معنوی حسن سے بھی واقفیت ضروری ہے۔

کلام میں شیرینی کا مطلب ہے بات کو نرمی اور خوش اسلوبی سے کہنا۔ سوز و گداز سے مراد شعر میں درد انگیزی اور ملائمیت ہے۔ لطفِ سخن سے مراد کلام میں پائی جانے والی جمالیاتی خصوصیت ہے۔

متن پر سوالات 21.4

1. شیرینی نسیم سے مراد ہے۔
   الف) نسیم ایک ہوا ہے اس کی مٹھاس
   ب) دیا شنکر نسیم کے کلام کی خصوصیت بھی شیرینی ہے
   ج) میٹھے بول

2. سوز و گداز میر سے مراد ہے۔
   الف) میر کے کلام میں پائی جانے والی ایک اہم خصوصیت درد انگیزی
   ب) دیوانہ پن
   ج) میر کا جلنا اور میر کا نرم و ملائم ہونا

3. لطف سخن سے مراد ہے۔
   الف) کلام میں پائی جانے والی اعلیٰ درجے کی لطافت۔
   ب) سخن کا لطف، بات چیت کا لطف

4. اس شعر میں بھی شاعر نے اپنے محبوب کی تعریف کی ہے اگر نہیں تو کیا؟
   الف) وطن کی محبت کی تعلیم دی ہے
   ب) جنگ آزادی میں شریک سپاہیوں کو ایک نیا حوصلہ دیا ہے تاکہ وہ آزادی سے منہ نہ موڑ لیں
   ج) اپنے فن غزل گوئی کی خصوصیات بیان کی ہیں

21.11 شاعرانہ خوبیاں اور انداز بیان

حسرت نے اردو غزل کو ایک نئے دور میں داخل کیا اس کا احیا کیا اس میں نئی روح پھونکی اور اس وقت غزل کو معیار و وقار عطا کیا

نوٹ

جب ترقی پسند تحریک کے زیر اثر نظم کے عروج کے آگے غزل کے زوال کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا حسرت نے اردو غزل کو محبوب کا نیا تصور دیا۔ ان کی شاعری میں ہمارے معاشرے کی ایک ایسی عورت نظر آتی ہے جس کا وجود خیالی نہیں بلکہ جفتی ہے۔

ان کی شاعری کا بڑا حصہ محبوب سے لگاوٹ اور اس کے حسن و جمال کے ذکر سے لبریز ہے۔ انہوں نے غزل کے پرانے انداز کو ترک کر دیا یعنی انہوں نے   کا استعمال کم کر کے اردو غزل میں سادگی کو رواج دیا انہوں نے فلسفے اور تصوف کی پیچیدگیوں کو موضوع نہیں بنایا۔ حسرت کے نزدیک اچھی شاعری کے تین اوصاف ہیں۔ جذبات نگاری، جذبات عالی اور واقعہ نگاری اور یہی ان کے اسلوب کا طرّہ امتیاز ہے۔ حسرت نے اردو غزل میں وحدت تاثر کو داخل کیا اور واقعہ نگاری اور بیانیہ عناصر کو پہلی بار مضبوطی سے غزل کی روایت اور اسلوب کا حصہ بنایا۔

آپ نے کیا سیکھا

- اردو شاعری میں محبوب کے حسن اور اس کی اداؤں اور جسم کی نزاکتوں کی تصویر کشی کی روایت رہی ہے حسرت نے اس روایت کو حسن وخوبی کے ساتھ اس طرح سے برتا کہ یہ پہلو ان کی شاعری کی پہچان بن گیا۔
- حسرت سے پہلے اردو شاعری کا محبوب خیالی تھا یا مرد تھا۔ مومن کے یہاں اس تصور سے پہلی بار انحراف ملتا ہے لیکن حسرت نے محبوب کے تصور کو بدل دیا۔ ان کا محبوب متوسط اور شریف گھرانے کی ایک عورت معلوم ہوتی ہے۔
- حسرت کی سماجی حیثیت اور شاعری میں تضاد ہے۔ سماج کے لیے وہ ایک جنگ آزادی کے عظیم مجاہد ہیں جب کہ شاعری میں وہ ایک عاشق کے روپ میں ابھرتے ہیں۔
- حسرت کے محبوب اور ان کی محبت میں زمین کی مہک ہے۔ ان کی شاعری میں نظر آنے والا محبوب اور عاشق دونوں اس زمین پر رہنے والے گوشت پوست کے انسان نظر آتے ہیں۔
- جمالِ یار کی جیتی جاگتی تصویر، محبوب کے خوبصورت بدن کی جمالیاتی تصویر، لباس اور زیورات کا غیر روایتی بیان حسرت کی غزل کا طرۂ امتیاز ہے۔
- حسرت کا اسلوب عام طور سے روایتی غزل سے لیا گیا ہے مگر مضامین کی ندرت نے پرانے اسلوب میں نئی روح پھونک دی ہے۔
- حسرت کے یہاں سیاسی شاعری بھی جگہ پاتی ہے مگر ان کی پہچان ان کی عشقیہ غزلوں سے ہے۔
- حسرت نے غزل میں وحدت تاثر کا رنگ پیدا کیا۔
- مبالغہ کلام میں شدت تاثیر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

21.12 مزید مطالعہ

حسرت کی زیرِ مطالعہ غزل میں گیارہ اشعار ہیں جس میں سے پانچ منتخب اشعار نصاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ کلیات حسرت حاصل کریں اور اس غزل کا مطالعہ کریں۔ حسرت نے طویل غزلیں کہی ہیں۔ غلام علی کی گائی ہوئی اس غزل کو سنئے جس کا مطلع ہے چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے، ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے۔ یہ مشہور غزل بھی حسرت موہانی کی ہے۔

21.16 اختتامی سوالات

1. مبالغے کی تعریف کیجئے اور مثالیں دے کر سمجھایئے۔
2. اس غزل میں حسرت نے محبوب کے حسن کے کن کن پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے لکھئے۔
3. چاہِ ذقن اور چاہِ بابل کے بارے میں لکھئے کچھ دوسرے اشعار تلاش کر کے لکھئے۔
4. حسرت کی شاعرانہ خوبیوں اور ان کے اسلوب پر روشنی ڈالیے۔
5. حسرت کی غزل کی خصوصیات بیان کیجئے۔

متن پر سوالات کے جوابات

21.1 1. (الف) جمالِ یار (ب) آتشِ گل (ج) جسمِ یار

2. ج 3. ج 4. الف

21.2 1. ج 2. ب 3. الف

21.3 1. ج 2. ج

21.4 1. ب 2. الف 3. الف 4. ج